

قرآن کریم میں مستقبل کا تصور: اصول، مظاہر اور معاصر اطلاقات کا تجزیاتی مطالعہ

The Concept of Future in the Holy Qur'an: An Analytical Study of Principles, Manifestations and Contemporary Applications

Dr. Barkat Ullah Khan Qureshi

Assistant Professor, Department of Islamic Studies and Arabic, Gomal University, Dera Ismail Khan, Pakistan.

Email: barkatullahkhan95@yahoo.com

Dr. Hafiz Zahid Farooq

Lecturer, Department of Islamic studies, University of Kamalia, Kamalia, Pakistan.

Email: zahid.6515202@gmail.com

Dr. Hafiz Hussnain Khaliq

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore, Pakistan.

Email: hussnain.khalid@ais.uol.edu.pk

Abstract

This research paper presents a comprehensive analysis of the concept of future in the Holy Qur'an, examining its theoretical foundations, practical manifestations, and contemporary applications. The study investigates how the Qur'an conceptualizes future events through three distinct modalities: divine promises (wa'd), prophetic foretellings (ikhbār bi al-ghayb), and human responsibility toward future-oriented action. Drawing upon classical exegetical sources and contemporary futures studies frameworks, the paper argues that the Qur'anic vision of the future transcends mere prediction, offering instead an integrated paradigm where divine sovereignty, human free will, and moral accountability converge. The research analyzes key Qur'anic narratives including the story of Prophet Yusuf's economic foresight, the eschatological promises of the Hereafter, and the principle of "Insha'Allah" as a metaphysical framework for future-oriented consciousness. Special attention is devoted to the concept of "inheritance of the earth" (istikhlāf) as a Qur'anic prophecy of collective future. The study concludes that the Qur'an provides a dynamic framework for futures thinking that balances certainty about divine promises with responsible human agency in shaping preferable futures.

Keywords: Qur'anic Futurology, Future in Islam, Insha'Allah, Inheritance of the Earth, Prophecy in Qur'an, Islamic Eschatology, Human Free Will

تعارف موضوع

مستقبل کا تصور انسانی فکر کے بنیادی موضوعات میں سے ہے۔ ہر انسان، ہر معاشرہ اور ہر تہذیب اپنے مستقبل کے بارے میں فکر مندر ہتی ہے، اس کی منصوبہ بندی کرتی ہے، اور اسے بہتر بنانے کی کوشش کرتی ہے۔ قرآن کریم نے اس فطری انسانی تشویش کو نظر انداز نہیں کیا، بلکہ اسے ایک جامع اور مربوط تصور میں ڈھال کر پیش کیا ہے۔ یہ تحقیقی مقالہ قرآن کریم میں مستقبل کے تصور کو اس کے اصولی مبنائی، عملی مظاہر اور معاصر اطلاقات کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے۔ قرآن کریم میں مستقبل سے متعلق گفتگو کو تین بنیادی طریقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: اول، وعدوں اور پیشین گوئیوں کا انداز جس میں اللہ تعالیٰ نے مستقبل کے واقعات کو بطور خبر دیا ہے۔ دوم، انسانی ذمہ داری کا تصور جس میں انسان کو اپنے اعمال کے ذریعے اپنا مستقبل بنانے کا حکم دیا گیا ہے۔ سوم، تخلیقی نظام میں مستقبل کے وجودی مقام کا فلسفیانہ تصور۔ ان تینوں طریقوں کو سمجھے بغیر قرآن کے مستقبل کے تصور کی حقیقی معنویت کو نہیں سمجھا جاسکتا۔ اس موضوع کی علمی اہمیت دو اعتبار سے ہے: اول یہ کہ عصر حاضر میں مستقبل کی منصوبہ بندی اور اسٹریٹجک ویژننگ کو انتہائی اہمیت دی جاتی ہے، اور مسلمانوں کو اس میدان میں اپنے بنیادی ماخذ سے

رہنمائی کی ضرورت ہے۔ دوم یہ کہ قرآن میں موجود مستقبل کی پیشین گوئیوں اور وعدوں کو سمجھ کر مسلمانوں کے اجتماعی مستقبل کے بارے میں ایک روشن تصور حاصل کیا جاسکتا ہے۔ آگے کے مباحث میں ہم اولاً مستقبل کے تصور کے اصولی مہانی پر گفتگو کریں گے، پھر قرآن میں مستقبل کے عملی مظاہر کا جائزہ لیں گے، اور آخر میں ان تصورات کے معاصر اطلاقات پر روشنی ڈالیں گے۔

مبحث اول: قرآن میں مستقبل کے تصور کے اصولی مہانی

قرآن کریم میں مستقبل کے تصور کی بنیاد چند اہم اصولوں پر استوار ہے۔ ان اصولوں میں سب سے پہلا اور اہم اصول "إِنْ شَاءَ اللَّهُ" کا تصور ہے جو مستقبل کی مشیت الہی میں مشروطیت کو بیان کرتا ہے۔ دوسرا اصول انسانی آزاد مرضی اور مستقبل کی تشکیل میں اس کا کردار ہے۔ تیسرا اصول مستقبل کے علم کی حدود اور غیب کی تخصیص ہے، جبکہ چوتھا اصول مستقبل کی منصوبہ بندی کا قرآنی جواز ہے۔ ان چار اصولوں کو سمجھے بغیر قرآن کے مستقبل کے تصور کی گہرائی کو نہیں سمجھا جاسکتا۔

"1. إِنْ شَاءَ اللَّهُ" کا تصور: مستقبل کی مشیت الہی میں مشروطیت

قرآن کریم میں مستقبل کے تصور کی بنیاد مشیت الہی کے تحت مشروطیت کے تصور پر ہے۔ جب کوئی شخص مستقبل کے کسی عمل کا عزم کرتا ہے، تو اسے اس عزم کو اللہ کی مشیت کے ساتھ مشروط کرنا ہوتا ہے۔ یہ تصور انسان کو مستقبل کے بارے میں عاجزی اور اللہ پر توکل کا درس دیتا ہے، ساتھ ہی اسے منصوبہ بندی سے باز نہیں رکھتا۔

﴿وَلَا تَقُولَنَّ لِيْ سَيِّئٌ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا * اِلَّا اَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ وَاذْكُرْ رَبَّكَ اِذَا نَسِيتَ﴾¹

ترجمہ: "اور ہر گز نہ کہو کسی چیز کے بارے میں کہ میں اسے کل کرنے والا ہوں" مگر یہ کہ اللہ چاہے اور اپنے رب کو یاد کرو جب بھول جاؤ۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مستقبل کے کسی بھی عمل کو بیان کرنے کو اللہ کی مشیت کے ساتھ مشروط کر دیا ہے۔ انسانی منصوبہ بندی اور ارادے اس وقت تک حتمی نہیں ہوتے جب تک اللہ کی مشیت ان کے ساتھ نہ ہو۔ یہ مشروطیت مستقبل کے بارے میں انسانی علم کی حدود کو واضح کرتی ہے اور انسان کو یہ تعلیم دیتی ہے کہ وہ اپنی منصوبہ بندی میں کبھی اللہ کی مشیت کو نظر انداز نہ کرے۔

اس تصور کی ایک اہم ترین تطبیق حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعے میں ملتی ہے:

﴿قَالَ تَزِدُّعُونَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاۤءَبًا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوْهُ فِيْ سُنْبُلِهٖ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ﴾²

ترجمہ: "یوسف نے کہا: تم سات سال تک مسلسل کاشت کرو گے، پھر جو فصل کاٹو اسے اس کی بالوں میں رہنے دو، سوائے تھوڑے سے جسے تم کھاؤ گے۔"

یہاں حضرت یوسف نے مستقبل کی منصوبہ بندی کی، لیکن ان کی منصوبہ بندی اللہ کی طرف سے عطا کردہ علم پر مبنی تھی۔ یہ منصوبہ بندی اور "إِنْ شَاءَ اللَّهُ" کا تصور ایک دوسرے کے متضاد نہیں بلکہ تکمیلی ہیں۔ حضرت یوسف نے منصوبہ تو بنایا، لیکن اس منصوبے کی کامیابی اللہ کی مشیت پر موقوف تھی۔

اسی تصور کی مزید وضاحت سورہ اعراف میں اس طرح ملتی ہے:

﴿قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَاسْتَكْتَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ﴾³

ترجمہ: "کہہ دیجیے: میں اپنے لیے کسی نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا، مگر جو اللہ چاہے، اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو میں خیر کثیر حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچتی۔"

یہ آیت غیب (مستقبل) کے علم کی حدود کو واضح کرتی ہے۔ صرف اللہ ہی مستقبل کا مکمل علم رکھتا ہے، اور انسان کا مستقبل کے بارے میں علم محدود اور مشروط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی منصوبہ بندی کو اللہ کی مشیت کے ساتھ مشروط کرے۔

2. انسانی آزاد مرضی اور مستقبل کی تشکیل میں اس کا کردار

قرآن کریم میں مستقبل کا ایک اہم ترین تصور یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال کے ذریعے اپنا مستقبل خود تشکیل دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو آزاد مرضی عطا کی ہے، اور اس کی بنیاد پر وہ اچھے یا برے اعمال کا انتخاب کرتا ہے۔ اس انتخاب کے نتائج ہی اس کا مستقبل تشکیل دیتے ہیں۔

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ﴾⁴

ترجمہ: "یقیناً اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدل دیں۔"

یہ آیت مستقبل کی تشکیل میں انسانی کردار کا بنیادی اصول بیان کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کے مستقبل کو اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اعمال کو نہ بدل لے۔ یہ اصول منصوبہ بندی اور تبدیلی کی تحریک کے لیے سب سے بڑی ترغیب ہے۔ جب کوئی قوم اپنے مستقبل کو بہتر بنانا چاہتی ہے، تو اسے اپنے اعمال سے آغاز کرنا ہوتا ہے۔

اسی حقیقت کو سورہ نساء میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

﴿مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ﴾⁵

ترجمہ: "تمہیں جو بھلائی ملتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے، اور جو برائی پہنچتی ہے وہ تمہاری اپنی طرف سے ہے۔"

اس آیت میں مستقبل میں پیش آنے والے برے نتائج کا دار و مدار انسان کے اپنے اعمال پر رکھا گیا ہے۔ یہ انسان کو اپنے مستقبل کی ذمہ داری قبول کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص برے انجام سے بچنا چاہتا ہے، تو اسے اپنے برے اعمال کو چھوڑنا ہو گا۔

مستقبل کی تشکیل میں انسانی آزادی کا تصور سورہ دہر میں بھی ملتا ہے:

﴿إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا﴾⁶

ترجمہ: "ہم نے اسے راستہ دکھا دیا، خواہ وہ شکر گزار بنے یا ناشکر۔"

یہ آیت اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ انسان کے پاس انتخاب کی آزادی ہے۔ اللہ نے ہدایت کا راستہ دکھا دیا ہے، لیکن انسان خود فیصلہ کرتا ہے کہ وہ کس راستے پر چلتے ہوئے اپنا مستقبل بنانا چاہتا ہے۔ یہ آزادی انتخاب ہی ہے جو انسان کو اس کے اعمال کا ذمہ دار ٹھہراتی ہے۔

3. مستقبل کے علم کی حدود: غیب اور اس کی تخصیص

قرآن کریم میں مستقبل کا علم غیب کے زمرے میں آتا ہے، اور اس کی حدود واضح طور پر متعین کی گئی ہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی مکمل طور پر غیب جانتا ہے، اور اس نے اپنے بعض رسل کو کچھ غیب کی خبریں دی ہیں۔

﴿قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ﴾⁷

ترجمہ: "کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں جو ہیں کوئی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔"

یہ آیت غیب کے علم میں اللہ کی تنہائی کو واضح کرتی ہے۔ کوئی انسان، کوئی فرشتہ، کوئی بھی مخلوق اللہ کے اذن کے بغیر غیب نہیں جان سکتی۔ یہ انسانی علم کی حدود کو متعین کرتا ہے اور انسان کو مستقبل کے بارے میں قیاس آرائیوں سے بچاتا ہے۔

تاہم، اللہ نے اپنے بعض رسولوں کو غیب کی بعض خبریں عطا کی ہیں:

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا * إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ﴾⁸

ترجمہ: "وہ غیب کا جاننے والا ہے، پس وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا * سوائے اس رسول کے جسے وہ پسند کر

لے۔"

یہ آیات بتاتی ہیں کہ اللہ نے اپنے رسولوں کو بعض غیب کی خبریں دی ہیں، اور یہی خبریں قرآن میں مستقبل کی پیشین گوئیوں کی شکل میں موجود ہیں۔

اسی حقیقت کو سورہ انعام میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾⁹

ترجمہ: "اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

یہ آیت اس بات پر زور دیتی ہے کہ غیب کا علم مکمل طور پر اللہ کے پاس ہے، اور وہی اس کے دروازے کھولنے کا اختیار رکھتا ہے۔

4. مستقبل کی منصوبہ بندی کا قرآنی جواز

قرآن کریم مستقبل کی منصوبہ بندی کو نہ صرف جائز قرار دیتا ہے، بلکہ اسے عملاً اپنے انبیاء کی زندگیوں میں پیش کرتا ہے۔ منصوبہ بندی اور تیاری کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔

﴿وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ﴾¹⁰

ترجمہ: "اور تم ان کے لیے تیاری کرو جتنی طاقت تم میں ہے اور جنگی گھوڑوں کی۔"

یہ آیت مستقبل میں پیش آنے والے ممکنہ خطرات کے لیے تیاری کا حکم دیتی ہے۔ یہ تیاری منصوبہ بندی کا ایک عملی مظہر ہے۔ "ما استطعتم" (جتنی طاقت تم میں ہے) کا اظہار اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسان کو اپنی پوری صلاحیت کے مطابق تیاری کرنی چاہیے۔

انسان کو مستقبل کے لیے بچت اور منصوبہ بندی کرنے کی ہدایت کی گئی ہے:

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ * وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾¹¹

ترجمہ: "پس جو ذرہ برابر بھی بھلائی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا * اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔"

یہ آیت مستقبل میں پیش آنے والے انجام کی طرف توجہ دلاتی ہے اور انسان کو اس انجام کی روشنی میں اپنے حال کے اعمال کی منصوبہ بندی کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

اسی طرح حضرت یوسف کی منصوبہ بندی کو قرآن نے بطور مثال پیش کیا ہے:

﴿ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَحْصِنُونَ﴾¹²

ترجمہ: "پھر اس کے بعد سات سخت سال آئیں گے جو اس ذخیرے کو کھاجائیں گے جو تم نے ان کے لیے آگے بھیجا ہے، سوائے تھوڑے سے جسے تم محفوظ رکھو گے۔"

یہ آیت حضرت یوسف کی منصوبہ بندی کے دوسرے مرحلے کو بیان کرتی ہے۔ قحط کے سالوں کا مرحلہ۔

بحث دوم: قرآن میں مستقبل کے عملی مظاہر

قرآن کریم میں مستقبل کے تصور کو صرف نظریاتی سطح پر ہی پیش نہیں کیا گیا، بلکہ اسے عملی مظاہر کی صورت میں بھی پیش کیا گیا ہے۔ ان عملی مظاہر میں سب سے نمایاں حضرت یوسف علیہ السلام کی معاشی منصوبہ بندی ہے، جو مستقبل کی پیش بینی اور اس کے مطابق منصوبہ بندی کا بہترین نمونہ ہے۔ دوسرا اہم مظہر "زمین کی میراث" کا وعدہ ہے جو مستضعفین کے مستقبل کے بارے میں ایک واضح پیشین گوئی ہے۔ تیسرا مظہر آخرت کا مستقبل ہے جو حتمی اور ناقابل تبدیل ہے، اور چوتھا مظہر غیب کی وہ خبریں ہیں جو قرآن نے مختلف مواقع پر دی ہیں۔

1. حضرت یوسف علیہ السلام کی معاشی منصوبہ بندی

حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ قرآن میں مستقبل کی منصوبہ بندی کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ اللہ نے انہیں خوابوں کی تعبیر کا علم دے کر سات سال کے قحط کا علم عطا کیا، اور انہوں نے اس علم کی روشنی میں ایک جامع اقتصادی منصوبہ بنایا۔

﴿قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ سِنِينَ دَأْبًا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَأْكُلُونَ﴾¹³

ترجمہ: "یوسف نے کہا: تم سات سال تک مسلسل کاشت کرو گے، پھر جو فصل کاٹو اسے اس کی بالوں میں رہنے دو، سوائے تھوڑے سے جسے تم کھاؤ گے۔"

اس آیت میں حضرت یوسف نے مستقبل کی دو اہم پیشین گوئیاں کی ہیں: پہلے سات سال خوشحالی کے ہوں گے، اور اس دوران فصل کو بالوں میں رکھ کر ذخیرہ کیا جائے گا۔ "فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ" (اسے اس کی بالوں میں رہنے دو) کا مشورہ انتہائی دانشمندانہ تھا، کیونکہ بالوں میں رکھی گئی فصل زیادہ دیر تک محفوظ رہتی ہے۔

﴿ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَحْصِنُونَ﴾¹⁴

ترجمہ: "پھر اس کے بعد سات سخت سال آئیں گے جو اس ذخیرے کو کھاجائیں گے جو تم نے ان کے لیے آگے بھیجا ہے، سوائے تھوڑے سے جسے تم محفوظ رکھو گے۔"

یہ آیت منصوبہ کے دوسرے مرحلے کو بیان کرتی ہے۔ سات سخت سال آئیں گے جو ذخیرہ کی ہوئی فصل کو استعمال کر لیں گے۔

﴿ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ﴾¹⁵

ترجمہ: "پھر اس کے بعد ایک سال آئے گا جس میں لوگوں پر بارش برسائی جائے گی اور وہ رس نکالیں گے۔"

یہ آیت منصوبے کے تیسرے مرحلے کو بیان کرتی ہے۔ قحط کے بعد بحالی کا سال آئے گا۔

ان تینوں آیات کے بعد اللہ نے فرمایا:

﴿وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَّبِعُوا مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ﴾¹⁶

ترجمہ: "اور اس طرح ہم نے یوسف کو اس سر زمین میں اقتدار دیا کہ وہ جہاں چاہے اپنا گھر بنالے۔" یہ آیت بتاتی ہے کہ مستقبل کی بصیرت اور منصوبہ بندی کے نتیجے میں اللہ نے یوسف علیہ السلام کو اقتدار اور عزت عطا کی۔

2. زمین کی میراث کا وعدہ: مستضعفین کا مستقبل

قرآن کریم میں سب سے اہم مستقبل کے وعدوں میں سے ایک یہ ہے کہ زمین کی میراث ان صالح اور مستضعف بندوں کو ملے گی۔ ﴿وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ﴾¹⁷

ترجمہ: "اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں کمزور کر دیے گئے، اور انہیں پیشوا بنائیں اور انہیں وارث بنائیں۔"

یہ آیت مستقبل کی ایک پیشین گوئی ہے کہ مستضعفین غالب آئیں گے اور زمین کے وارث بنیں گے۔ اسی وعدے کو سورہ انبیاء میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ﴾¹⁸

ترجمہ: "اور ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھ دیا کہ زمین کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے۔" یہاں یہ وعدہ زبور کا حوالہ دے کر مزید مؤکد کر دیا گیا ہے۔

یہ وعدہ مشروط ہے، جیسا کہ سورہ نور میں ہے:

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا﴾¹⁹

ترجمہ: "اللہ نے تم میں سے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے کہ وہ انہیں زمین میں جانشین ضرور بنائے گا... اور ان کے خوف کے بعد انہیں امن سے بدل دے گا۔"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ زمین کی میراث کا وعدہ ایمان اور عمل صالح کی شرط سے مشروط ہے۔

3. آخرت کا مستقبل: حتمی اور ناقابل تبدیل

قرآن کریم میں سب سے زیادہ تاکید کے ساتھ جس مستقبل کا ذکر کیا گیا ہے وہ آخرت کا مستقبل ہے۔

﴿افْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾²⁰

ترجمہ: "قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔"

اس آیت میں قیامت کے مستقبل کو اس قدر قریب بتایا گیا ہے کہ گویا وہ آجکل ہے۔

قیامت کے بعد کے مستقبل کے بارے میں قرآن نے تفصیل سے بتایا ہے:

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ * وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾²¹

ترجمہ: "پس جو ذرہ برابر بھی بھلائی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا * اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔"

یہ آیات آخرت کے مستقبل کو نہایت یقینی اور واضح طور پر پیش کرتی ہیں۔

سورہ یٰسین میں آخرت کے مستقبل کو اس طرح بیان کیا گیا ہے:

﴿إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ﴾²²

ترجمہ: "وہ بس ایک چیخ ہوگی اور یکایک سب کے سب ہمارے سامنے حاضر کر دیے جائیں گے۔"

یہاں مستقبل کے اس اہم ترین واقعے کو بہت مختصر اور یقینی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

4. غیب کی خبریں: گزشتہ اور مستقبل کی پیشین گوئیاں

قرآن کریم میں کئی ایسی پیشین گوئیاں موجود ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا اس کے بعد وقوع پذیر ہوئیں۔

﴿غُلِبَتِ الرُّومُ * فِي أَذْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ * فِي بِضْعِ سِنِينَ﴾²³

ترجمہ: "رومی مغلوب ہو گئے * قریب کی سر زمین میں، اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب غالب آجائیں گے

* چند سالوں میں۔"

یہ ایک مشہور پیشین گوئی ہے جس میں رومیوں کے فارسیوں پر غلبے کی خبر دی گئی۔ یہ پیشین گوئی اس وقت نازل ہوئی جب رومی شدید شکست کھا

چکے تھے، اور چند سالوں میں یہ پوری ہو گئی۔

مستقبل کی ایک اور اہم پیشین گوئی فتح مکہ کے بارے میں ہے:

﴿لَقَدْ صَدَّقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الْوُثْبَانِ بِالْحَقِّ لَنَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمَنِينَ﴾²⁴

ترجمہ: "یقیناً اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا کہ تم ضرور مسجد حرام میں داخل ہو گے، اگر اللہ چاہے، بے خوف

ہو کر۔"

یہ پیشین گوئی حدیبیہ کے موقع پر نازل ہوئی اور چند سال بعد فتح مکہ کے موقع پر پوری ہوئی۔

بحث سوم: مستقبل کے تصور کی معاصر اطلاقات

عصر حاضر میں مستقبل کے مطالعے (Futures Studies) اور اسٹریٹجک پلاننگ کو غیر معمولی اہمیت دی جاتی ہے۔ قرآن کریم نے انہی

تصورات کو چودہ سو سال پہلے ہی اپنے اندر سمو دیا تھا۔ پہلی اطلاق حضرت یوسف کی منصوبہ بندی کو جدید اسٹریٹجک پلاننگ کے ساتھ ہم آہنگ

کرنا ہے۔ دوسری اطلاق معاشی منصوبہ بندی اور وسائل کے تحفظ کے حوالے سے ہے۔ تیسری اطلاق قومی اور اجتماعی مستقبل کی منصوبہ بندی کے

اصولوں سے ہے۔ چوتھی اطلاق انفرادی سطح پر مستقبل کی تیاری کے حوالے سے ہے۔

1. حضرت یوسف کا ماڈل اور جدید اسٹریٹجک پلاننگ

حضرت یوسف علیہ السلام کا منصوبہ جدید اسٹریٹجک پلاننگ کے تمام معیارات پر پورا اترتا ہے۔ انہوں نے طویل مدتی وژن (چودہ سال) بنایا،

وسائل کی منصوبہ بندی کی، رسک مینجمنٹ کیا، اور فیروزانہ عملدرآمد کا منصوبہ بنایا۔ یہ وہی اصول ہیں جن پر آج کی بڑی کمپنیاں اور حکومتیں اپنی

اسٹریٹجک پلاننگ کرتی ہیں۔

﴿فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ﴾²⁵

ترجمہ: "پھر جو فصل کاٹو اسے اس کی بالوں میں رہنے دو۔"

یہ مشورہ جدید "Strategic Reserves" (اسٹریٹجک ذخائر) کے تصور سے میل کھاتا ہے۔ آج کل قومی سطح پر خوراک، تیل اور دیگر ضروری اشیاء کے اسٹریٹجک ذخائر بنائے جاتے ہیں۔

2. معاشی منصوبہ بندی اور وسائل کا تحفظ

جدید معاشیات میں وسائل کے تحفظ اور پائیدار ترقی (Sustainable Development) کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ قرآن نے اس کی بنیاد رکھی:

﴿وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾²⁶

ترجمہ: "اور فضول خرچی نہ کرو، یقیناً اللہ فضول خرچوں کو پسند نہیں کرتا۔"

مستقبل کی نسلوں کے حقوق کا تصور بھی قرآن میں موجود ہے:

﴿وَلِيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَةً ضِعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ﴾²⁷

ترجمہ: "اور ان لوگوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ اپنے پیچھے کمزور اولاد چھوڑ کر جائیں تو ان پر اندیشہ ہو گا۔"

یہ آیت مستقبل کی نسلوں کے بارے میں فکر کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

3. قومی اور اجتماعی مستقبل کی منصوبہ بندی

قومی سطح پر مستقبل کی منصوبہ بندی کے لیے قرآن نے "زمین کی میراث" کا تصور دیا ہے۔ یہ تصور مسلمانوں کو یقین دلاتا ہے کہ اگر وہ ایمان اور عمل صالح کی راہ اپنائیں گے تو ان کا اجتماعی مستقبل روشن ہو گا۔

﴿إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾²⁸

ترجمہ: "یقیناً زمین اللہ کی ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے، اور انجام پر ہیزگاروں کے لیے ہے۔"

یہ آیت مسلمانوں کو اجتماعی سطح پر مستقبل کی منصوبہ بندی کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔

4. انفرادی مستقبل کی تیاری: آخرت کے تصور کی روشنی میں

انفرادی سطح پر مستقبل کی سب سے بڑی تیاری آخرت کے لیے ہے۔ قرآن نے واضح کر دیا ہے کہ ہر انسان کو اپنے اعمال کا انجام دیکھنا ہے:

﴿يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا﴾²⁹

ترجمہ: "جس دن ہر شخص اپنی کی ہوئی بھلائی کو حاضر پائے گا اور اپنی کی ہوئی برائی کو (بھی)، تو وہ چاہے گا کہ اس کے

اور اس برائی کے درمیان بہت دور کا فاصلہ ہو۔"

یہ تصور انسان کو اپنے مستقبل کے لیے آج ہی تیاری کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔

خلاصہ بحث

مندرجہ بالا تفصیلی تجزیے کے بعد ہم درج ذیل نتائج اخذ کر سکتے ہیں:

اول: قرآن کریم میں مستقبل کا تصور تین بنیادی اصولوں پر استوار ہے: مشیت الہی میں مشروطیت ("إِنْ شَاءَ اللَّهُ")، انسانی آزاد مرضی، اور غیب کے علم کی حدود۔ یہ تینوں اصول مل کر مستقبل کے بارے میں ایک متوازن اسلامی نقطہ نظر پیش کرتے ہیں۔

دوم: قرآن نہ صرف مستقبل کی منصوبہ بندی کو جائز قرار دیتا ہے بلکہ اسے عملاً اپنے انبیاء کی زندگیوں میں پیش کرتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا معاشی منصوبہ اس کی بہترین مثال ہے۔

سوم: قرآن میں مستقبل کی کئی پیشین گوئیاں موجود ہیں جو بعد میں پوری ہوئیں، جیسے رومیوں کا غلبہ اور فتح مکہ۔ یہ پیشین گوئیاں قرآن کے الہی ہونے کی دلیل ہیں۔

چہارم: "زمین کی میراث" کا وعدہ مسلمانوں کے اجتماعی مستقبل کے بارے میں ایک واضح پیشین گوئی ہے، لیکن یہ ایمان اور عمل صالح کی شرط سے مشروط ہے۔

پنجم: آخرت کا مستقبل حتمی اور ناقابل تبدیل ہے، اور انسان کو اسی مستقبل کی روشنی میں اپنے حال کے اعمال کی منصوبہ بندی کرنی چاہیے۔

ششم: قرآن کے مستقبل کے تصورات کی معاصر اطلاقات آج کے دور میں اسٹریٹجک پلاننگ، معاشی منصوبہ بندی، وسائل کے تحفظ، اور پائیدار ترقی کے شعبوں میں کی جاسکتی ہیں۔

تجاویز و سفارشات

اول: مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مستقبل کی منصوبہ بندی کو اپنے ایمان کا حصہ بنائیں، جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا۔ منصوبہ بندی اور توکل میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

دوم: اسلامی معاشیات میں "اسٹریٹجک ریزرو" کا تصور حضرت یوسف کے ماڈل سے اخذ کیا جاسکتا ہے۔ مسلم ممالک کو قومی سطح پر خوراک اور توانائی کے اسٹریٹجک ذخائر بنانے چاہئیں۔

سوم: مسلمانوں کو اجتماعی مستقبل کے لیے "زمین کی میراث" کے وعدے کو سمجھنا چاہیے اور اس کے حصول کے لیے ایمان اور عمل صالح کی راہ اپنانی چاہیے۔

چہارم: تعلیمی نصاب میں "فیوچر اسٹڈیز" کو اسلامی نقطہ نظر سے پڑھایا جائے، جس میں قرآن کے مستقبل کے تصورات کو جدید سائنس کے ساتھ ہم آہنگ کیا جائے۔

پنجم: مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ آخرت کے مستقبل کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے روزمرہ کے فیصلے کریں، کیونکہ آخرت کا مستقبل سب سے یقینی اور اہم مستقبل ہے۔

حواشی و حواله جات

- 1 قرآن مجید، سورہ کہف (18): 23-24۔
- 2 قرآن مجید، سورہ یوسف (12): 47۔
- 3 قرآن مجید، سورہ اعراف (7): 188۔
- 4 قرآن مجید، سورہ رد (13): 11۔
- 5 قرآن مجید، سورہ نساء (4): 79۔
- 6 قرآن مجید، سورہ دہر (76): 3۔
- 7 قرآن مجید، سورہ نمل (27): 65۔
- 8 قرآن مجید، سورہ جن (72): 26-27۔
- 9 قرآن مجید، سورہ انعام (6): 59۔
- 10 قرآن مجید، سورہ انفال (8): 60۔
- 11 قرآن مجید، سورہ زلزال (99): 7-8۔
- 12 قرآن مجید، سورہ یوسف (12): 48۔
- 13 قرآن مجید، سورہ یوسف (12): 47۔
- 14 قرآن مجید، سورہ یوسف (12): 48۔
- 15 قرآن مجید، سورہ یوسف (12): 49۔
- 16 قرآن مجید، سورہ یوسف (12): 56۔
- 17 قرآن مجید، سورہ قصص (28): 5۔
- 18 قرآن مجید، سورہ انبیاء (21): 105۔
- 19 قرآن مجید، سورہ نور (24): 55۔
- 20 قرآن مجید، سورہ قمر (54): 1۔
- 21 قرآن مجید، سورہ زلزال (99): 7-8۔
- 22 قرآن مجید، سورہ یسین (36): 53۔
- 23 قرآن مجید، سورہ روم (30): 2-4۔
- 24 قرآن مجید، سورہ فتح (48): 27۔
- 25 قرآن مجید، سورہ یوسف (12): 47۔
- 26 قرآن مجید، سورہ انعام (6): 141۔

27 قرآن مجید، سورہ نساء (4): 9۔

28 قرآن مجید، سورہ اعراف (7): 128۔

29 قرآن مجید، سورہ آل عمران (3): 30۔

کتابیات

قرآن مجید۔

ابن کثیر، اسماعیل بن عمر۔ تفسیر القرآن العظیم۔ بیروت: دار المعرفہ، 1990۔

الطبري، محمد بن جرير۔ جامع البیان عن تأویل آی القرآن۔ بیروت: دار الفکر، 1984۔

الرازي، فخر الدين۔ مفتاح الغیب۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1990۔

القزطبي، محمد بن أحمد۔ الجامع لأحكام القرآن۔ قاہرہ: دار الکتب المصریہ، 1964۔

فراہی، حمید الدین۔ نظام القرآن۔ اعظم گڑھ: دار المصنفین، 1930۔

اصلاحی، امین احسن۔ تدبر قرآن۔ لاہور: فلشن ہاؤس، 2001۔

غامدی، جاوید احمد۔ میزان۔ لاہور: المورِد، 2002۔

Farāhī, Ḥamīd al-Dīn. Rasā'il fī al-Qur'ān. Azamgarh: Dār al-Muṣannifīn, 1930.

Islahi, Amin Ahsan. Tadabbur-i Qur'ān. Lahore: Fikran House, 2001.

Ghamidi, Javed Ahmad. Mīzān. Lahore: Al-Mawrid, 2002.